تلخیص وترجمہ

جامع مسجد ہرات

ہرات کی جامع مسجد نہایت خوشنما اور مستحکم عمارت ہے اور دنیائے اسلام کی بہترین خوبصورت مساجد میں اس کا شمار کیا جاتا ہے، ہرات کی تیموری سلطنت کے عام مورخین جامع ہرات کی تعمیر کو سلطان غیاث الدین غوری کے عہد کی یادگار قرار دیتے ہیں، لیکن جہاں تک تحقیق وتاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے سلطان غیاث الدین سے قبل جامع ہرات کا پتہ چلتا ہے، اکثر قدیم تاریخوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے، چنانچہ مشہور قدیم تاریخ حدود العالم (سن تصنیف ۳۷۲ھ) میں خراساں اور اس کے مضافات کے بیان میں جامع ہرات کا تذکرہ ملتا ہے، متذکرہ تاریخ میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

"ہرات ایک مقدس شہر ہے۔ اس کا تمدن بہت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ ہرات کی جامع مسجد تمام مساجد سے زیادہ بارونق اور آباد ہے۔"

حدود العالم کی تائید طبقاتِ ناصری سے بھی ہوتی ہے، منہاج سراج کا بیان ہے کہ:-

"فتح اجمیر کے بعد سلطان معز الدین نے سلطان غیاث الدین کو ایک طلائی حلقہ وزنجیر اور دو طلائی نقارے تحفۃً ارسال کئے، سلطان نے مرسلہ اشیاء کو جامع فیروزکوہ میں بھیجدیا اور اس کی صدر محراب میں آویزاں کرنے کا حکم دیا، جامع فیروزکوہ جب سیلاب سے تباہ ہوئی تو یہ اشیاء ہرات منتقل کردی گئیں تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں آویزاں کردی جائیں۔

جامع ہرات میں[ل] آگ لگ جانے کی وجہ سے سلطان غیاث الدین نے اس کو از سرِ نو تعمیر کرایا تھا۔ خدا اس کی سعی کو مشکور فرمائے۔

پس منہاج سراج (جو سلطان غیاث الدین کا معاصر اور مسجد کی تخریب و تعمیر کے حالات اس کے چشم دید واقعات ہیں) کی شہادت کی بنا پر یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسجد کی ابتدائی تعمیر سلطان غوری کے عہد سے پہلے ہو چکی تھی، البتہ سلطان نے آگ لگ جانے کے بعد دوسری مرتبہ از سرِ نو اس کی تعمیر کی ہے۔ اس کا سنِ تعمیر ۵۹۷ھ ۱۲۰۰ء ہے۔

بالائی منزل کے وسط میں ایک کتبہ ہے جس پر خطِ کوفی میں سلطان غیاث الدین کا نام کندہ ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک جامع ہرات کی تعمیر سلطان غیاث الدین محمد کے عہد میں مکمل نہ ہو سکی تھی اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان غیاث الدین محمود کے ہاتھوں یہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ سلطان نے مسجد کے متصل اپنی قبر کے لئے ایک شاندار

ل جامع ہرات میں آگ لگ جانے کا واقعی سبب تاریخ کی نظروں سے اوجھل ہے اور اس وقت تک کی تحقیقات اس کی سائنٹفک علت کی دریافت میں ناکام رہی ہیں البتہ محلی میں اس حادثہ کے متعلق کچھ اشارات ملتے ہیں، نیز مولانا جامیؒ نے نفحات الانس (ص ۲ و ۳۲۱) اور علی قانع ہندی نے تحفۃ الکرام (ج ۲ ص ۱۸۳) میں ایک واقعہ نقل کیا ہے واقعہ کا رد و قبول اور اس پر تنقید و تبصرہ ناظرین کے سپرد ہے واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ:۔

ایک درویش محمد چرخگر نامی جامع ہرات میں رہتا تھا، وہ ایک روز مسجد میں لیٹا ہوا تھا کہ اس کے قریب رکھا ہوا پیالہ گرا اور پانی بہہ گیا مسجد کے ملازم نے خیال کیا کہ درویش نے پیشاب کر دیا ہے ملازم نے اس کو خوب مارا یہاں تک کہ اس کے اعضا زخمی ہو گئے درویش خاموش رہا۔ ایک آہ بھری اور مسجد سے باہر نکل گیا۔ اسی وقت جامع ہرات میں ایک آگ پیدا ہوئی مسجد کی عمارت لکڑی کی تھی آن کی آن میں خاکستر ہو کر رہ گئی۔ آگ مسجد سے گذر کر قریب کے ایک بازار میں لگ گئی۔ سلطان کو خبر ہوئی تو اس نے درویش کو راضی کیا۔ اس کا غصہ فرو ہوا تو اس نے آگ پر اپنے چند آنسو ڈالے معاً آگ بجھ گئی اس وقت درویش نے یہ رباعی پڑھی ؎

آں آتشیں دو شیں کہ برافروختہ بود | اوسوختن از آہِ من آموختہ بود
گر آب دو چشم من ندادے یارے | چہ جملہ فروشاں کہ حصرے سوختہ بود

گنبد تعمیر کرایا تھا، اس گنبد کے علاوہ اس کے گرد و پیش اور بھی بہت سے گنبد تھے، ۵۹۹ھ میں جب سلطان کی وفات ہوئی تو اسی گنبد میں دفن کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان نے جامع ہرات کو امام فخر الدین رازیؒ کے درس و تدریس اور وعظ کے لئے تعمیر کرایا تھا، امام کو سلطان سے بہت زیادہ تعلق خاطر تھا، چنانچہ امام نے اپنی چند تصانیف کا انتساب سلطان کے نام پر کیا ہے، امام نے ایک مدت تک جامع ہرات میں درس و وعظ کی مجالس منعقد فرمائیں، امام کی رعایت سے سلطان کے عہد میں مسجد کی خطابت و امامت شافعی علما کے لئے مخصوص کردی گئی تھی۔ مقصد الاقبال (سن تصنیف ۸۶۴ھ) میں سید عبد اللہ الحسنی نے جامع ہرات کا تذکرہ کیا ہے اور امام رازیؒ ہی کو اس کی تعمیر کا سبب بتلایا ہے:-

> سلطان غیاث الدین غوری کے آثار خیر میں سے جامع ہرات کی تعمیر ہے۔ جس سے سلطان کی دینداری اور تقدس کا پتہ چلتا ہے۔ مسجد کا استحکام اور اس کی زیب و زینت سلطان کے خلوص اور اس کے ستھرے ذوق کے آئینہ دار ہیں سلطان نے جامع ہرات کو امام رازیؒ کے درس و وعظ کے لئے تعمیر کیا تھا، اور اسی وجہ سے اس میں شوافع کا اثر نمایاں تھا، نماز جمعہ کے بعد امام اس مسجد میں وعظ و تذکیر میں مشغول ہو جاتے تھے۔ امام رازیؒ کے ماسوا جامع ہرات بہت سے علما و صوفیا کی قیام گاہ رہی ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خضرؑ نے کئی نمازیں اس میں ادا کی ہیں۔"

غوری سلاطین کے بعد کردی سلطنت میں جامع ہرات ترتیب وزینت اور وقعت و احترام کے لحاظ سے جملہ مساجد سے فوقیت رکھتی تھی۔ کردی سلاطین اپنے اپنے عہد میں جامع ہرات میں اضافات اور مناسب ترمیمیں کرتے رہے۔ غیاث الدین کردی کے عہد میں مسجد میں کنگی اور

شکستگی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے، اس نے مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرایا۔ مسجد کے شمالی حصہ میں مدرسہ کے لئے ایک عمارت بنوائی۔ مدرسہ کا نام جامعہ عثمانیہ تھا۔ مطلع السعدین میں عبدالرزاق سمرقندی رقمطراز ہے :۔

> جامع ہرات کے شمالی جانب کی جامعہ عثمانیہ غیاث الدین کردی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے، یہ درس گاہ ہرات کی تمام تعلیم گاہوں سے بہتر اور مشہور ہے۔ جامعہ عثمانیہ اور مسجد کے مصارف کے لئے سلطان نے بہت سے اوقاف بھی کئے تھے۔

غیاث الدین کردی سلطان غوری کے پہلو میں گنبد میں دفن ہوا، سلطان معز الدین کردی (۷۳۲م تا ۷۷۱م) نے جامع ہرات کے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔ جس سے جامع مسجد کی رونق اور بھی زیادہ ہوگئی، سلطان کرد کے آثار خیر میں سے ایک دیگ بھی ہے جو آج تک مسجد کے غربی دالان میں رکھی ہوئی ہے۔ یہ دیگ سات دھاتوں کے مخلوطہ سے تیار کی گئی ہے۔ دیگ کا قطر ۱½ میٹر اور عمق دو میٹر ہے۔ یہ دیگ جامع ہرات کے لئے وقف ہے۔ چند خاص ایام میں دیگ کو شربت سے پُر کیا جاتا تھا اور ہر شخص یہ شربت مفت حاصل کر سکتا تھا دیگ کے بیرونی کنارے پر بانی کا نام محمد بن محمد بن محمد کردی[1] کندہ ہے۔ شاہ مذکور کی مدح اور دیگ کے اتمام کی تاریخ میں ذیل کی رباعی اسی کنارے پر لکھی ہوئی ملتی ہے :۔

هزار سال جلائے بقائے ملکش باد ۔ مشهور او همه اروی بهشت و فرودین
بسال هفت صد و هفتاد و شش مدار هجرت ۔ که نقش هند حوادث نمود صورت این

---

[1] کردی سلسلہ کے سلاطین میں محمد بن محمد بن محمد کے نام سے کسی بادشاہ کا تذکرہ تاریخ میں نہیں کیا گیا ہے البتہ محمد بن محمد ایک نام آتا ہے لیکن اس کا دور حکومت ۶۴۳ھ سے ۶۶۴ھ تک ہے اور دیگ کی بنا کی تاریخ ۷۷۶ھ ہے جو کردی حکومت کے آخری تاجدار غیاث الدین پسر سلطان معز الدین کا زمانہ ہے غیاث الدین نے ۷۷۱ھ سے سنہ تک حکومت کی ہے۔ بنا بریں دیگ کو سلطان غیاث الدین کے عہد کی قرار دینا مناسب ہوگا۔

شاہرخ مرزا کے عہد (سنہ تا سنہ) میں ہرات نے غیر معمولی ترقی کی تھی اور ایشیا کا ایک مرکزی شہر بن گیا تھا۔ حسن وخوبی کے لحاظ سے وہ آپ اپنی نظیر سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ ہرات کی تمام عمارتیں خوشنما اور دیدہ زیب تھیں، لیکن شاہرخ مرزا کی تمامتر توجہ جامع ہرات پر مرتکز ہوکر رہ گئی تھی، سلطان کا نام ایک کتبہ پر آج بھی کندہ دیکھا جاتا ہے۔ یہ کتبہ مسجد کے غربی بالاخانہ میں نصب ہے۔ متذکرہ کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع کی ترمیم واضافہ، دیواروں کے نقش ونگار اور بالاخانہ کی زیب وزینت میں شاہرخ مرزا کا بڑا دخل ہے۔ اسی جامع ہرات میں ۲۳ ربیع الآخر ۸۳۰ھ کو احمد سر کے قاتلانہ حملہ سے شاہرخ مرزا زخمی ہوا۔ ایک ہروی عالم نے اس واقعہ کے تاثرات کو ذیل کے الفاظ میں نظم کیا ہے:-

سال تاریخ ہشت صد و سی بود — روز جمعہ پس ازادائے صلوٰۃ
قصۂ عجیب بس واقع شد — در خراساں ولے بشہر ہرات
کجروے در بساط چوں فرزیں — خواست تا شہ رخ زند شہ مات

سلطان حسین بالقیرا (۸۷۵-۸۹۹) اور اس کے وزیر میر علی شیر (۸۴۲-۹۰۶) دونوں کو جامع ہرات سے غیر معمولی شغف تھا اور اس کی خدمت کرنا موجب سعادت سمجھتے تھے۔ اس دور کی زیادہ تر معلومات ایک مقالہ سے حاصل ہوسکتی ہیں، یہ مقالہ ہرات کے مجلہ ادبی میں "ہرات کا قدیم تمدن" کے عنوان سے شائع ہوچکا ہے، مقالہ کا ماخذ ایک قدیم تاریخی مخطوطہ ہے جس کا مصنف سلطان حسین کا معاصر تھا۔ مقالہ میں مخطوطہ کا حسب ذیل تعارف کرایا گیا ہے۔

"مجھے ایک قدیم تاریخی مخطوطہ دستیاب ہوا ہے، جس نے بہت سی ضخیم کتابوں سے ایک حد تک بے نیاز بنادیا ہے، متذکرہ مخطوطہ میں ۵۰۴ سال کی عمارات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے، نیز تذکرہ میں ہرات کے علما، صوفیہ، شعرا، اہل صنعت، تجارت پیشہ، اور دوسرے طبقوں کے اجمالی وتفصیلی حالات ملتے ہیں، کتاب کے دو حصے کردیئے گئ

ہیں۔ پہلے حصہ میں داخل شہر عمارات کا تذکرہ ہے اور آخری جز میں ہرات کی بیرونی عمارات کو بیان کیا گیا ہے۔

مخطوطہ میں جامع ہرات کے متعلق حسب ذیل معلومات مذکور ہیں:۔

"جامع ہرات کے چھ دروازے ہیں، ۴۶۰ گنبد، ۱۳۰ رواق، اور ۴۴۴ فیل پایہ ہیں دیواروں کے آثار کے ماسوا مسجد کی لمبائی ۲۵۴ ہاتھ ہے اور چوڑائی ۱۵۰ ہاتھ ہے جس میں صرف صحن کی لمبائی ۱۱۴ اور چوڑائی ۸۴ ہاتھ ہے۔"

اس زمانہ میں مقصورہ کی عمارت زمین پر آرہی تھی تو رمضان ۹۰۳ھ میں امیر علی نے اس کو ازسر نو تعمیر کرایا، مقصورہ کی محراب وگنبد کو انجنیرنگ کے اصول کے مطابق بہت خوش اسلوبی سے تعمیر کیا گیا تھا، یہ تعمیر چھ ماہ کی مدت میں ختم ہوئی، تعمیر کے اختتام پر ادبا و شعراء کا کافی اجتماع تھا۔ شعرا نے بہت سے مادہ ہائے تاریخ موزوں کئے۔ اہمیت کی بنا پر چند مادہ ہائے تاریخ کو کتبات پر کندہ کرا کے مقصورہ میں لگا دیا گیا تھا۔ خود میر علی شہر نے "مرمت کرد" (۹۰۲) بہت مختصر اور مناسب مقام مادۂ تاریخ کہا تھا۔ معین الدین اسفرائنی[۱] نے اس مادۂ تاریخ کو نظم بھی کیا ہے

نظام دولت ودیں میر بادشاہ نشاں   کہ دولت دو جہانش حق کرامت کرد

مرمتے کہ از اصل بنا فزوں تر بود   دریں مقام شریف از علو ہمت کرد

---

[۱] معین الدین کو "اسفرائنی" کی نسبت سے ذکر کرنے میں مصنف سے سہو ہوا ہے۔ دسویں صدی میں "اسفرائنی" نسبت سے معین الدین نامی کوئی عالم نہیں ملتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ نام معین الدین اسفزاری ہے جس کی عظیم الشان تاریخی تصنیف "روضۃ الجنات" کے نام سے موسوم ہے اس دور میں معین الدین فراہی مصنف معارج النبوۃ ایک بڑے عالم گذرے ہیں جو جمعہ کے روز جامع ہرات میں وعظ و تذکیر کرتے تھے، اسفرائنی نسبت کے ایک عالم کا پتہ تو چلتا ہے لیکن ان کا نام شمس الدین محمد بتلایا جاتا ہے بنا بریں یہی قرین قیاس ہے کہ اصل نام معین الدین اسفزاری ہے معین الدین نام کے ساتھ "اسفرائنی" کی نسبت کرنے میں مصنف کو سہو ہوا ہے یا کاتب نے ستم ظریفی کی ہے۔

چو اتفاق حسن بود و اختصار زماں — کہ چوں موافق تاریخ شدہ مرمت کرد"

ایک دوسرا قطعۂ تاریخ مولف تذکرہ نے فکر کیا ہے۔

گشت محکم اساس ایں مسجد — زاہتمام امیر بندہ نواز

بہر تاریخ گفت مرشدِ عقل — شد مشہد اساس مسجد باز

مقصورہ کی تیاری کے بعد انجنیروں اور صناعین کی تحریک پر امیر علی نے تمام مسجد کی مرمت اور اس میں نقش و نگار اور گلکاری کرانے کا ارادہ کیا وزیر۔ موصوف نے اس کام کو بعجلت کرانا چاہا، شاہی توجہ سے یہ طویل کام صرف ایک سال کی مختصر مدت میں بہت خوبی و عمدگی کے ساتھ اختتام کو پہنچا، مسجد کی تمام دیواروں رواق وغیرہ پر نہایت نازک اور نظر فریب گلکاری کی گئی صناعین نے پچیکاری اور شیشہ تراشی کے ایسے نادر نمونے پیش کئے جنھوں نے مسجد کو شوکت و عظمت اور حسن و خوبی کے لحاظ سے تمام مساجد سے ممتاز بنا دیا تھا شعرانے اس موقع پر بھی طبع آزمائی کی اور تعمیر کے اختتام پر بہت سے مادہ ہائے تاریخ موزوں کئے گئے مسجد کی مرمت اور اس کی زیب و زینت کے سلسلہ میں جامع ہرات کے بوسیدہ منبر کی طرف بھی توجہ کی گئی، منبر قدیم وضع کا معمولی لکڑی سے بنا ہوا تھا وزیر موصوف نے سنگ مرمر کا منبر بنوایا خواف سے پتھر منگوایا گیا اور مشہور سنگ تراش استاد شمس الدین کو یہ کام سپرد ہوا، استاد نے اس میں اپنے فن کارانہ جوہر دکھلائے اور بے نظیر منبر تیار کیا۔ اختیار الدین حسن نے منبر کی تیاری پر حسب ذیل قطعہ پیش کیا تھا۔

ازہمت بزرگی شد منبرے مکمل — کز غایت ترفع بر عرش سر کشیدہ

ہرگز کسے ندیدہ منبر ز سنگِ مرمر — تاریخ شد ہماں گو ہرگز کسے ندیدہ

مجلہ آریانا ہرات شمارہ اول سال اول ص ۲۹

رسالہ مزارات ہرات میں بھی جامع ہرات کا تذکرہ ملتا ہے اور جن سلاطین نے اس میں تغیر و تبدل کیا ہے اسکو تفصیلاً بیان کیا ہے ہم اس میں سے بہت اختصار کے ساتھ نہایت ضروری اقتباسات پیش کرتے ہیں

جامعہ عثمانیہ کے متصل شمالی جانب میں ایک خانقاہ ہے جس میں بہت سے اکابر صوفیہ نے ریاضیات اور چلہ کشی کی ہے، اس خانقاہ میں خواجہ عبداللہ احرارؒ اور مولانا جامیؒ کی چلہ کشی کی روایت بھی سننے میں آتی ہے خانقاہ کی دیوار پر ذیل کی رباعی لکھی ہوئی ہے اس کو بھی جامی سامی ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

بقعۂ خیر ماست گوشۂ دیر لیس فی الکائنات ثانیہا
عیش جامی درو مدام خوش ست طیب اللہ عیشں بانیہا

بعدازاں مصنف نے عہد بہ عہد کی ترقیات کا ذکر کیا ہے اور سلطان غیاث الدین غوری غیاث الدین کروی اور شاہرخ مرزا اور دیگر متقدم سلاطین و امراء کی کرائی ہوئی ترمیمات کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے متاخرین سلاطین کی ترمیمات کے متعلق رقمطراز ہے:۔

اگرچہ شاہ آسمٰعیل کے عہد (۱۰۰۴ھ) میں مسجد بوسیدہ ہو گئی تھی لیکن آسمٰعیل صفوی نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی ۱۲۵۳ھ میں یار محمد خاں وزیر نے اس کی مرمت کرائی پھر کچھ عرصہ بعد قبلہ کی دیوار میں شکستگی کے آثار نمودار ہونے لگے تو امیر عبدالرحمٰن خاں نے اپنی حکومت کے ابتدائی عہد میں اس کی مرمت کرادی ۱۳۲۵ھ میں امیر حبیب اللہ خاں مرحوم نے اپنی سیاحت کے دوران میں ہرات پہنچکر اس کی زیارت کی، جامع ہرات کو شکستہ حالت میں دیکھکر سلطان کو افسوس ہوا اور دو لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ جیب خاص سے مسجد کی مرمت کے لئے عطا فرمایا اور دوست محمد خاں کو نگرانی کے لئے متعین کیا۔ پانچ سال کی طویل مدت میں مرمت ختم ہوئی اور پھر زیب و زینت اور استحکام کے لحاظ سے جامع ہرات شاہان سلف کی تعمیر کے ہم پلہ ہو گئی۔"

باقیات الصالحات سلاطین کرد شاہان غور اور دیگر سلاطین کے عہد میں جامع ہرات میں جو کچھ نقش آرائیاں کی گئی تھیں وہ اب دستبرد زمانہ کی نذر ہو گئی ہیں، البتہ مسجد کے دو مختلف حصوں میں اب بھی اس کے آثار پائے جاتے ہیں سلطان غیاث الدین غوری کے تعمیر کرائے ہوئے گنبد میں جو پچیکاری کی گئی تھی اور اس پر خط کوفی میں جو عبارات کندہ تھیں وہ تاہنوز محفوظ ہیں اور اب تک ان کے نقوش واضح اور روشن ہیں گنبد کو دیکھکر صناعین کی مہارتِ فن اور اس دور کے صنعتی ارتقا پر بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے تعجب ہوتا ہے کہ اتنی صدیاں گذر جانے پر اس میں وہ پختگی کیسے باقی رہ سکی ہے حتیٰ کہ اس کے رنگ و روغن میں بھی کوئی خاص فرق پیدا نہیں ہو سکا ہے سطحی نظر سے اس میں کہنگی اور قدامت کے آثار بھی محسوس نہیں ہوتے ایک اور یادگار شاہرخ مرزا کے دور کی باقی رہ گئی ہے اس میں بھی صنعت کے بے مثال کمالات دکھلائے گئے ہیں، یہ آثار جو باقی رہ گئے ہیں ان سے پوری عمارت کے حسن کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، یہ کمالات اس زمانے کے ستھرے ذوق اور ارتقائے صنعت کے آئینہ دار ہیں۔ (ن۔ ف)